غلط فہمی : حضرت محمد نے ایک 9 سالہ لڑکی سے شادی کی۔

پس منظر : بعض لوگوں کا خیال ہے ، بشمول مسلمان کہ حضرت محمد (قرآن کے پیغمبر) نے عائشہ نامی لڑکی سے منگنی کی (بعض اوقات اس کے ہجے عائشے کے طور پر کیے جاتے ہیں) جب وہ چھ سال کی تھیں، اور جب وہ 9 سال کی ہوئیں تو ان سے نکاح کیا اور وہ اس وقت تقریبا 50 سال کے تھے۔

اس سوال میں شادی کی کہانی نبی پاک کے مختلف صحابہ کی روایات پر مشتمل ہیں، جس کو بعد میں آنے والی نسلوں نے ریکارڈ کیا ۔ ان روایتی اقوال میں شادی کے وقت ان کی عمر کے لحاظ سے تضادات پائے جاتے ہیں ، جس کی رینج 9 سے 20 سال ہے۔

اس موضوع پر انٹرنیٹ ، آرٹیکل، ٹیلی وژن پروگراموں اور کتابوں وغیرہ میں بہت زیادہ بحث ہو چکی ہے۔ وہ لوگ جو اس موضوع پر مزید تحقیق کرنے کی خواہش رکھتے ہیں ، ان کے لیے مخالف مضامین کا حوالہ پیش کیا گیا ہے : دو نکات اس کہانی کے روایتی ذرائع میں تضادات کو اجاگر کرتے ہیں ، اور جبکہ دوسرا اس کے جواب میں لکھا گیا ہے ۔ یہ روایتی کہانی کی ، حمایت اور مخالفت ، دونوں اطراف کو ظاہر کرتا ہے۔ برائے مہربانی نوٹ فرمائیں ، کہ اسے مکمل طور پر سمجھنے کے لیے گذشتہ معلومات کا ہونا ضروری ہے ۔ اگر آپ پسند کریں ، تو ذیل میں قرآن اس موضوع کے بارے میں کیا کہتا ہے کہ جاننے کے لیے آپ مباحثے کے لیے ان مضامین کو چھوڑ کر آگے جا سکتے ہیں۔

www.quranicteachings.co.uk/ayeshas-age.htm عبد الفائق کی طرف سے

www.irfi.org/articles/articles_151_200/ayesha_age_the_myth_of__a_prover.htm
ڈاکٹر ٹی – او شنوس بین الاقوامی اسلامک ریسرچ فاؤنڈیشن کے نائب صدر۔

qa.sunnipath.com/issue_view.asp?HD=7&ID=4604&CATE=1

(یا اوپر دئیے گئے آرٹیکل نمبر 2 کا رسپانس ہے)

شیخ جبرائیل ایف حداد کی طرف سے : سنی پاتھ کے رکن ، آن لائن اسلامی اکیڈمی۔

یہ بات واضح طور پر قابل غور ہونی چاہیے کہ اگرچہ کہ یہ مضامین بھی کچھ نکات پر متفق نہیں ہیں ، وہ مکمل طور پر شادی کے وقت عمر کے حوالے سے تضادات کے موجود ہونے کو تسلیم کرتے ہیں ۔ مختلف ذرائعوں سے زبانی روایات میں تضادات کا موجود ہونا عام بات ہے ، جس کو ایک اہم ایونٹ کے بعد میں آنے والی نسلوں نے ریکاڈ کیا ۔ مزید براں ، اس زمانے سے ملنے والے ثبوت کی بنیاد پر ، یہ بات کہ اس زمانے میں عام طور پر سالگرں نہیں منائی جاتی تھی ، جس نے اس الجھن کے امکان کو مزید پیچیدہ کر دیا ، اس لیے بالکل درست عمر جاننے کا کوئی امکان موجود نہیں ہے ۔

اس بات پر غور کرنا چاہیے کہ یہ کہانی قرآن میں کہیں بھی نہیں پائی جاتی۔

قرآن شادی کی عمر کے بارئے میں کیا کہتا ہے ؟

قرآن شادی کے لیے ایک مخصوص قانونی عمر کو بیان نہیں کرتا ، تاہم یہ رربنمائی کرتا ہےاور ان حالات اور ضوابط کو بیان کرتا ہے جس پر شادی سے پہلے غور کرنا چاہیے:

1 - باہمی کشش اور مطابقت کا تعین [2 : 221 ، 2 : 235، 30 : 21 ، 33 : 52]

2 - اس بات کا تعین کرنا کہ شریک حیات کا بھی عقیدہ اور مذہب ایک جیسا ہونا چاہیے -[2 : 221 ، 60 :10]

3 - مہر اور دیگر شرائط (اگر کوئی ہیں) پر بات چیت کرنی اور ایک ہی درجے پر متفق ہونا۔ [4 : 4 ، 4 : 24]

4 - شادی کو ایک مقدس رشتے \ مضبوط عہد \ معاہدئے کے طور پر سمجھنا اور باہمی قبولیت کرنا [4 : 21 ، 2 : 232، 2 : 237 ، 24 : 33]

5 - اگر مرد ، خاندان کی کفالت کے قابل ہے- [2 ؛ 228 ، 2 : 4،233 : 34 ، 65 :6]

6 - جسمانی طور پر بالغ \ پوسٹ بلوغت حاصل کر چکا ہے [4 : 6 ، 24 : 31 ، 24 : 58 – 59]

7 - نکاح کے عقد کے لیے نکاح کے گواہ کا موجود ہونا [2 : 235 ، 2 : 237 ، 2 : 282، 65 : 2]

اگر شادی ناکام ہو جاتی ہے ، تو اس صورت حال میں دونوں فریقین میں سے کسی کو بھی طلاق کی کاروائی شروع کرنے کا حق حاصل ہونا چاہیے ، مثال کے طور پر علیحدگی کی مدت ، ثالثی، تصفیہ پر بات چیت وغیرہ وغیرہ [2 : 226 – 232 ، 2 : 241 ، 4 : 35 ، 4 : 128 – 130 ، 33 : 49 ، 65 : 1-6]

ہم اس آیت کو مزید تفصیل سے بیان کریں گے جس میں خصوصی طور پر عمر کے مسئلے کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کا پس منظر یتیموں کے حقوق اور ان کی دولت کے بارئے میں ہے:

"اور بے عقلوں کو ان کے مال نہ دو جو تمھارئے پاس ہیں جن کو اللہ نے تمھاری بسر اوقات کیا ہے، اور انھیں ان میں سے کھلاؤ اور پہناؤ، اور ان سے اچھی بات کہو-" [4 : 5]

"اور یتیموں کو آزماتے رہو یہاں تک کہ وہ نکاح کے قابل ہوں*، اور اگر تم ان کی سمجھ ٹھیک دیکھو**، تو ان کے مال انھیں سپرد کر دو، اور انھیں نہ کھاؤ حد سے بڑھ کر اور اس جلدی میں کہ کہیں بڑئے نہ ہو جائیں۔ اور جسے حاجت نہ ہو، وہ بچتا رہے (دولت سے) اور جو حاجت مند ہو وہ بقدر مناسب کھائے۔ پھر جب تم ان کے مال انھیں سپرد کردو، تو ان پر گواہ کر لو، اور اللہ کافی ہے حساب لینے کو۔"

[4 : 6]

*عربی لفظ " نکاح" ہے (شادی) اور سیکس کے مطلب کا تقاضا کرتا ہے، اسی وجہ سے بہت سے متراجمین اس آیت میں اس کی تشریح " جنسی پختگی " تک پہنچنے کے طور پر کرتے ہیں -

** عربی لفظ " رشد " جس کے مختلف مطلب ہیں جیسے کہ بہتر طور پر ہدایت یافتہ یا درست راستہ، سچا راستہ، قواعدوضوابط کا درست طریقہ کار ، صاف کھری بات ، ایک بچے کی پختگی \ عقلی طور پر ، کسی معاملات کو سلجھانے کی صیلاحیت۔

پس یتیموں کو مال دینے کی دو شرائط ہیں۔

1 - شادی کی عمر \ جنسی پختگی تک پہنچ جائیں۔

2 - درست فیصلے کو ثابت کرنا \ کسی ایک کے معاملات کو منظم کرنے کی صیلاحیت۔

دلچسپ بات یہ ہے ، کہ اس کا مطلب یہ ہوا کہ کوئی ایک شادی کی عمر \ جنسی پختگی کو پہنچ جائے تب بھی ضروری نہیں ہے کہ وہ درست فیصلہ کر سکے، جو کہ ایک عالمی سچائی ہے اور اس لیے یہ ایک منطقی دلیل پیش کرتی ہے کہ

کیوں قرآن نے شادی کی ایک مخصوص عمر کو بیان نہیں کیا ۔ اس آیت اور دیگر شادی سے متعلقہ آیات کی بنیاد پر، یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ شادی کب کرنی چاہیے اس کے لیے ان دو شرائط کو راہنمائی حاصل کرنے کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے ۔ حقیقی وجہ یہ ہے کہ ، اگر ہم یہ بات فرض کر لیں کہ شادی کی عمر \ جنسی پختگی تک پہنچ جانے کے بعد ایک یتیم کو شادی کرنے کے لیے اجازت دی جاتی ہے لیکن ان کے مال انھیں نہیں دئیے جاتے، جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ درست فیصلے کا تعین نہیں کر سکتے ، تاہم پھر بھی انھیں شادی کرنے کی اجازت ہے ، جو کہ قرآن میں موجود طریقہ کار کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتا

برائے مہربانی غور فرمائیں، 6 : 4 میں یہ ان لوگوں کو بھی خبردار کرتے ہیں جن کے سپرد مال کیے جاتے ہیں کہ اس کا بے جا خرچ نہ کریں یا اسے ضائع نہ کریں اس سے پہلے کہ وہ بلوغت تک پہنچ جائیں کہ وہ کب تک بڑئے ہو جائیں گے۔ تاہم حتمی طور پر اس بات کو ثابت کیا گیا ہے کہ، ہم دیگر آیات پر بھی غور کر سکتے ہیں جو یتیموں کو ان کا مال اداء کرنے کے بارئے میں مباحثہ کرتیں ہیں ۔ [6 : 152 ، 17 : 34]

ان آیات میں استعمال ہونے والا عربی لفظ یہ ہے کہ جب وہ "اشدہ " ہو جائیں ، جس کا مطلب ہے جسمانی پختگی\ نوجوانی سے بلوغت کی عمر تک ۔ تاہم یتیم اپنا مال تب ہی وصول کر سکتے ہیں جیسے ہی وہ " اشدہ " ہو جائیں ، اور 4 : 6 سے ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ وہ اس کے اہل ہو جائیں گے جیسے ہی وہ شادی کی عمر کو پہنچ جائیں ، جس کہ صرف یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ شادی کی عمر بلوغت سے شروع ہوتی ہے ۔ **اس کے علاوہ کوئی اور دوسرا امکان نہیں ہے ۔**

یوسف علیہ اسلام کی کہانی سے بھی اس نتیجے کو ثابت کیا جا سکتا ہے ، کہ جب وہ پہلی دفعہ کنوئیں میں سے ملے تب وہ ایک لڑکا تھے (عربی : غلام دیکھیں 12 : 19) تب ان کی دیکھ بھال کی ، تب جب وہ " اشدہ " تک پہنچ گئے (یعنی کہ جسمانی طورپر بالغ ہو گے) تو گھریلو عورت نے انھیں اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کی [12 : 22 – 23] ۔

اس کے علاوہ قرآن میں " اشدہ " کے لفظ کے استعمال کا مطلب ہے مناسب جسمانی طاقت، یعنی کہ بلوغت کے کئی سال [18 : 82 ، 28 : 14] جو کہ بہت سی کلاسیکل عربی ڈکشنری سے اتفاق کرتے ہیں جس کے مطابق لفظ " اشدہ " کے لیے اوسط عمر 17 سال ہے ، یہ واقع ہی اس بات سے موافقت رکھتا ہے کہ جب یتیموں کی ایک اچھی خاصی تعداد اپنا مال حاصل کرنے کے لیے دو شرائط کو پورا کرتے ہیں ۔ بہت سے ممالک 16 سال کی عمر سے اضافی حقوق ان کو دینا شروع کر دیتے ہیں اور بہت سے 18 سال کی عمر تک مکمل حقوق دئے دیتے ہیں ، تو پس یہ دنیا بھر میں ہونے والی عام بات کے بہت قریب ہے ۔ نتیجہ اخذ کرنے کے لیے قرآن سے یہ بات بلاشک و شبہ ثابت ہوئی ہے کہ شادی کرنے کے لیے ایک انسان کو جسمانی طور پر بالغ اور درست فیصلہ لینے کی صیلاحیت ہونی چاہیے۔